حق کا کارواں رکا نہیں، تھما نہیں

مولانا محمد شفیع چترالی

صبح ساڑھے تین بجے کے وقت موبائل کی گھنٹی بجی اور یہ خبر گویا میری کانوں کے پردے چیر کر گزر گئی کہ کراچی میں 28 رمضان کی شب ہمارے نہایت پیارے دوست اور رفیق کار مولانا انعام اللہ کو شہید کردیا گیا ہے۔ مولانا انعام اللہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کی شاخ مدرسہ تعلیم الاسلام گلشن عمرؓ کے ایک انتہائی قابل، محنتی، متقی اور ہردلعزیز استاذ تھے اور ہمارا ان سے سترہ اٹھارہ سال پرانا تعلق تھا۔ ہم دونوں نے جامعہ کی اسی شاخ میں پڑھا، وہ مجھ سے پڑھائی میں دو سال آگے تھے، تاہم مجھے ایک سال ان کے ساتھ ایک ہی کمرے میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ وہ طالب علمی کے ابتدائی دور میں ہی اتنے محنتی، متقی اور سنجیدہ تھے کہ ہمیں ان پر رشک آتا تھا۔ ایک کمرے میں رہنے والے ساتھیوں میں عموماً بے تکلفی کا تعلق ہوتا ہے لیکن مولانا انعام اللہ اس دور میں بھی اتنے سنجیدہ اور باوقار مزاج کے تھے کہ ہم کمرے کے ساتھی ان کا احترام اسی طرح کرتے جیسے اساتذہ کا احترام کیا جاتا ہے۔ وہ حفظ کے زمانے سے تہجد کی پابندی اور نفلی روزوں اور نمازوں کا اہتمام کرتے، انہوں نے خوب محنت، شوق اور لگن سے پڑھا، ہم نے کبھی ان کو وقت ضائع کرتے، غیر سنجیدہ ہنسی مذاق کرتے یا کسی سے الجھتے نہیں دیکھا، وہ ہر وقت تکرار و مطالعے میں مصروف نظر آتے اور اگر فراغت کے دن ہوں تو تبلیغی جماعت میں وقت لگا لیتے۔ وہ ہر درجے میں نہ صرف امتیازی نمبروں سے کامیاب ہوتے بلکہ اکثر و بیشتر پوزیشن بھی لے لیتے۔ اپنی انہی خوبیوں اور اوصاف کی بناء پر وہ فراغت کے بعد اسی جامعہ میں تدریس کے اعزاز سے نوازے گئے۔ انہیں دور طالب علمی میں ہی جامع مسجد گلشن عمرؓ میں استاذ محترم مولانا قاری مفتاح اللہ کی غیر موجودگی میں ان کی جگہ نمازیں پڑھانے اور جمعہ وعیدین کی خطابت کا شرف بھی حاصل تھا۔ فراغت کے بعد مولانا نے زبردست محنت، دلچسپی اور لگن کے ساتھ تدریس کا آغاز کیا۔ وہ طلبہ میں بہت مقبول اور ہردلعزیز تھے، انہوں نے فنون کی بڑی بڑی کتابیں پڑھائیں۔ ساتھ ہی انہوں نے گلشن امین میں جامعہ رحمۃ للعالمین کے نام سے بنات کا ایک عظیم الشان مدرسہ بھی بنا

تھا جس نے ان کی نگرانی اور ادارت میں شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔ ان کی ایک طالبہ نے وفاق المدارس کے امتحان میں پوزیشن بھی لی۔ مولانا اس مدرسے میں حدیث کا درس دیتے تھے۔ یوں صبح سے شام تک وہ قال اللہ وقال الرسول کی سرگرمیوں میں مصروف رہتے۔

ایسے نیک، متقی اور اللہ والے انسان کا قتل اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے۔ مولانا انعام اللہ صاحب کا کسی سیاسی یا مذہبی تنظیم سے کوئی تعلق نہیں تھا، وہ تبلیغی جماعتوں میں ضرور جاتے تھے لیکن روایتی ''تبلیغی'' بھی نہیں تھے۔ اگر کسی کالعدم یا غیر کالعدم مذہبی تنظیم سے تعلق جرم ہے جیسا کہ ہمارا میڈیا مسلسل یہ باور کرارہا ہے تو مولانا انعام اللہ تو اس ''جرم'' کے بھی مجرم نہیں تھے۔ مولانا کے بوڑھے والدین اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچے یہ جاننے سے قاصر ہیں کہ آخر کس بناء پر انہیں اتنے بڑھے دکھ سے دوچار کردیا گیا۔ مولانا انعام اللہ کی ایک جواں سال ہمشیرہ چھ ماہ قبل ایک ٹریفک حادثے میں شہید ہوگئی تھیں جبکہ ان کے بڑے بھائی ابھی ایک ماہ قبل ہی ایک اور اندوہناک سانحے میں شہید ہوگئے تھے۔ اس تناظر میں تصور کیا جاسکتا ہے کہ مولانا انعام اللہ کی شہادت ان کے خاندان خصوصاً ان کے بوڑھے والدین کے لئے کس قدر بڑی آزمائش ہے۔ میں اپنے قارئین سے اس خاندان کے لئے خصوصی دعاؤں کی اپیل کرتا ہوں۔

مولانا انعام اللہ کے ساتھ ان کے اور ہمارے ایک عزیز شاگرد مولوی محمد طاہر کو بھی خون میں تڑپا دیا گیا۔ اتنے معصوم، اتنے خوبصورت اور اتنے خوش اخلاق طالب علم تھے کہ جن لوگوں نے ان کو نہیں دیکھا، وہ ان کے سراپے کا حقیقی تصور نہیں کرسکتے۔ مولانا انعام اللہ شہید کی طرح وہ بھی بہت خوبصورت پگڑی باندھتے، انہیں اگر اپنے استاذ کی محبت کا شہید کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ وہ ایک دوسری مسجد میں نمازوں کی امامت کراتے تھے لیکن انہوں نے وہاں عشاء اور تراویح پڑھانے سے معذرت کرلی تھی اور کہا تھا کہ عشاء اور تراویح میں ہمیشہ مولانا انعام اللہ کے پیچھے ہی پڑھوں گا۔ 28ویں شب وہ مولانا کے ہمراہ تراویح پڑھ کر نکلے اور رانچولی کے علاقے میں سفاک دہشت گردوں کے حملے کا نشانہ بن کر اپنے استاذ محترم کی معیت میں شہادت سے سرفراز ہوگئے۔ مولانا انعام اللہ کی شہادت کے اگلے ہی روز اہلسنت والجماعت کے ترجمان مولانا احسان اللہ فاروقی کو شہید کردیا گیا۔ میں ان سے کبھی نہیں ملا لیکن ایک آدھ دفعہ بعض کالموں کے حوالے سے انہوں نے فون کرکے اپنے تبصرے سے نوازا تھا، میں ان کے مہذب انداز گفتگو سے بہت متاثر ہوا تھا۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ عید سے قبل ایک ہفتے کے دوران 7 سے زائد مذہبی کارکنان اور علماء کو ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام شہداء کی شہادت اور قربانیوں کو قبول فرمائے اور اہل حق کے دینی مدارس اور علماء کی حفاظت فرمائے۔ حق و باطل کی معرکہ آرائی ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گی۔ ہمیں اس کشمکش میں حق پر ثابت قدم رہنے کی ضرورت ہے۔ اللہ کا بڑا کرم ہے کہ باطل کی تمام تر سازشوں کے باوجود حق کا کارواں رکا یا تھما نہیں ہے!! ☆......☆